فبهت الذی کفر

خانپوری کا فرار

اور

اوس کے

کفر و رسوائی کا اشتہار

مطبع نولکشور پریس لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

آغازِ معاملہ

الحمد للہ رب العلمین الصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

امّا بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے اول بنیاد اس مباحثہ کی جس سے یہ کتاب تعلّق رکھتی ہے بیان کردی جائے۔ یہ امر الفتوحات الصمدیہ کے حصّہ پنجم مین بوضاحت بیان کردیا گیا تھا کہ گورنمنٹ انگریزی نے بخیال رعایا پروری۔ طاعون کی کثرت اِس ملک مین دیکھکر اس امر کا سامان کیا۔ کہ طاعون کی متعفن و فاسد شدہ آب وہوا سے محض بغرضِ تبدیل آب وہوا لوگون کو میدانِ صفا و صحرائے پر فضا مین عارضی طور پر جانے کا موقع مل سکے جس پر بعض متعصّب اور خود غرض کم علم مُلّانون نے صرف حکامِ گورنمنٹ مخالفت اور ناواقف مسلمانون کو سرکارِ انگریزی کے برخلاف بھڑکانے کے لیئے یہ بات پھیلادی کہ اس قسم کا تبدیل مقام خواہ بطورِ اضطرار اور بلا نیّتِ فرار بھی ہو شرع اسلام کے مطابق منع ہے۔ اور جو مسلمان ایسا کریگا کافر ہو جائے گا۔ بلکہ اگر ایسی حالت مین طاعون زدہ مقام سے باہر مرجائے۔ تو اُس کا حشر بے ایمانون مین ہوگا۔ چونکہ اِس غلط مسئلہ کے عام طور پر پھیلانے سے مسلمانون کے گمراہ ہونے اور اُن کو خواہ نخواہ ناجائز طور پر اپنے خیر خواہ حکام کے برخلاف اکسانے اور مسلمانون مین فتنہ و فساد برپا کرنے کا منشاء معلوم ہوتا تھا۔ اِس لیئے اِس فتنہ کو روکنے کے لیئے لازم تھا کہ اِسکے متعلق اصلی احکامِ اسلام شائع کردیئے جائین۔ چنانچہ اِس اہم فرض کو شمس العارفین۔ زبدۃ المحققین رئیس الاذکیا۔ تاج العلماء۔ اٰیۃ من اٰیات اللہ۔ حضرت مولانا قبلہ عالم مولانا پیر

سید مہر علی شاہ صاحب چشتی - قادری - مسند آرائے گولڑہ شریف (ضلع راولپنڈی) دامت برکاتہم نے کما حقہ ادا کیا - اور ایک فتوے اس مضمون کا بحوالہ احکام شرعی شائع کر دیا - کہ طاعون زدہ مقام کی متعفن و فاسد شدہ آب و ہوا سے بغرض تبدیل آب و ہوا یا بطور اضطرار بلا نیت فرار باہر نکل کر میدان صاف و صحرائے پر فضا مین عارضی طور پر چلے جانا شرع اسلام کے مطابق جائز ہے - غرضکہ خروج فراراً منع ہے نہ مطلق خروج - اس فتوے کی تائید مین جناب قاری عبد الرحمن صاحب جونپوری مزین بہ العبد قبلۂ عالم و حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی رح - و جناب مولانا مولوی شیخ محمد عبد الغفار صاحب نوانگری - وغیرہ نامی گرامی علمائے ہند کے فتوے بھی شائع ہوئے - اور قبلۂ عالم گولڑوی ادام اللہ فیوضہم کا یہ احسان برادران اسلام پر قابل یادگار رہیگا کہ اونہون نے :-

(۱) اپنی مہربان گورنمنٹ کی ناجائز مخالفت کرنے سے مسلمانون کو بچایا -

(۲) اس معاملہ کے متعلق حاکم و محکوم کے مابین غلط فہمیان پیدا ہونیکا سدِ باب کر دیا -

(۳) مسلمانون مین باہم فتنہ و فساد کی بنیاد کو روک دیا -

(۴) ہزارہا بلکہ لاکھون مسلمان جن کی تکفیر نیم ملانون کے فتوے سے ہوتی تھی اون کا دائرۂ اسلام کے اندر ہونا - اور اُمت محمدی مین ہونا - شرع اسلام کے مطابق ثابت کر دیا -

(۵) مسلمانون کو ایک اہم مسئلہ کی حقیقت شرعی سے آگاہ کر دیا - آپ کی دستخطی خاص متعلق مسئلہ ہذا رسالہ الفتوحات مطبوعہ ثانیہ مین موجود ہے - جسکا شکریہ متبحرین علماء مین سے منصف مزاجون نے قلمی و لسانی طور سے ادا کیا -

سب سے دو بڑے احسان حضرت قبلۂ عالم نے اُن نیم ملاؤن پر بھی کئے جو اس خلاف شرع فتوی دینے کے مرتکب ہوئے تھے :-

(اول) یہ کہ اونکی جہالت علمی کو جو اس بارہ مین تھی رفع کیا - اور اُن کو شرعی مشعل دکھا کر اور مسئلہ کی اصل حقیقت بتا کر اُن کی بے علمی رفع کرنے کی کوشش کی -

(دوئم) یہ کہ اُن نیم ملانون کو کفر سے واپس لانے کی کوشش کی جو مسلمانون کی تکفیر کر چکے تھے کیونکہ جو شخص کسی مسلمان کی تکفیر کرے وہ خود کافر ہو جاتا ہے -

دوسری منزل

گو عامۂ مسلمین اور نامی گرامی علمائے ہند نے حضرت قبلہ عالم کی اس اسلامی خدمت کو کمال ہی قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھا۔ مگر افسوس کی بات ہے۔ کہ کٹ ملّانون نے بجائے شکریہ ادا کرنے کے اپنی کور بختی کی وجہ سے اپنی ہٹ وہرمی پر اصرار کیا۔ اور مولوی عبدالاحد خانپوری وغیرہ نے ایک نوجوان شخص مسمی عبدالعلی مٹالوی کو جس کے باپ دادا فرقۂ وہابیہ کو لعنتین بھیجتے تھے۔ آگے رکھکر ایک فتویٰ اس مضمون کا وتسے شائع کرا دیا کہ طاعون زدہ مقام سے نفسِ خروج خواہ بقصدِ علاج اور حصولِ صحت ہی کیون نہو مطلق حرام ہے۔ اور اس فتوے کے ذریعہ مسلمانون کو ترغیب دیگئی کہ وہ طاعون زدہ مقام سے ہرگز کسی صورت اور کسی حالت مین اور کسی نیّت سے باہر نہ نکلین۔ چونکہ یہ فتوے ایک نہایت ادنے درجہ کی لغو اور فضول تحریر تھی جس کو عربی زبان کا ایک ادنے طالب علم بھی بادی النظر مین ہی ناقابل التفات تصور کرسکتا تھا۔ اور علماء کے نزدیک ایسی لچر تحریر کسی وقعت کے قابل نہ تھی۔ اور فتویٰ شائع کرانے والون کی حیثیت اور پایہ بھی ایسا نہ تھا کہ وہ قابل خطاب بنائے جاتے اور فتوے کی بنیاد بھی محض خود غرضی اور ضد اور ہٹ دہرمی پر تھی۔ اسلیئے علماء نے اوسکی طرف توجہ کرنا اپنی کسرِ شان کا باعث سمجھا۔ لیکن چونکہ فتویٰ مذکور مین اس آیتِ شریفہ کو زیادہ تر دال ٹھرایا گیا تھا کہ الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت۔ اور اس استدلال مین ضمنی طور پر قرار دیا گیا تھا کہ (معاذ اللہ۔ معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے خلاف حکمِ خداوندی فیصلہ دیا۔ اور ایسا قرار دینے مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کی نسبت (معاذ اللہ) سخت ترین الزام قائم کیا گیا۔ اِس لئے برخوردار قائم علی چشتی طالب علم گولڑہ شریف نے چند معمولی طالب علمانہ سوالات اُس فتوے کے متعلق بدین غرض شائع کئے کہ مسلمانون کو دکھایا جائے کہ جو شخص اُس فتوے کے شائع کرانیوالون کی طرح عربی زبان سے ایسا ناواقف ہو کہ مفردات۔ لغت عربیہ کا مدلول مفصل مادہ اور ہیئت کا الگ الگ اور ایسا ہی ہیئات کا وقوع باصنافہا و ہیئت ترکیبیہ کا مدلول بانواعہا نہ سمجھے تو وہ نہ صرف آیت اور

حدیث کے مطلب سے بے بہرہ ہو گا۔ بلکہ قرآن کریم اور سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مابین بھی مخالفت قائم کریگا۔ اور جو شخص صرف و نحو کے ابتدائی مسائل سے بھی واقف نہو اُس کا ایسے معرکۃ الآراء مسائل مین لب کھولنا محض چھوٹا مونہہ اور بڑی بات ہی۔

مولوی عبد الاحد صاحب پانچ مرتبہ برخوردار قائم علی چشتی طالب علم کے مقابلہ سے بھاگے اور پانچ مرتبہ عملی طور پر طالب علم موصوف کے مقابل اپنی شکست کا اقرار کیا۔

جیسا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے۔ برخوردار قائم علی چشتی ایک ابتدائی طالب علم عربی کا ہے اور حضرت قبلۂ عالم کے نہایت ہی ۰۰۰ اور انکے خوشہ چینون مین ہونے کی عزت اُسے حاصل ہے لیکن طالب علم موصوف کے مقابل پانچ مرتبہ بہ تفصیل ذیل مولوی عبد الاحد صاحب خانپوری نے اپنی ہزیمت اور شکست کا علی رؤس الاشہاد عملی طور پر اقبال کیا:۔

(۱) برخوردار موصوف نے جب بذریعہ اشتہار خانپوری صاحب سے بارہ سوالات معمولی مسائلِ صرف و نحو کے متعلق استفسار کئے تو خانپوری صاحب اُن کے جوابات سے عاجز ہو کر دُم دبا کر خاموش بیٹھے رہی اور باوجودیکہ عرصہ دو سال کا ہو چکا ہے آجتک اُن سوالات مین سے ایک کا جواب بھی نہ دے سکے۔ اور اس طرح علمی طور پر اقرار کر لیا کہ وہ صرف و نحو کے ابتدائی مسائل سے بھی بلد نہین۔

(۲) جب دوسرا اشتہار برخوردار موصوف نے اِس مضمون کا دیا کہ اگر خانپوری صاحب آمنت باللہ کے معنے بھی پوری طور پر سمجھا دین تو اُن کو ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ تو اُس موقع پر بھی خانپوری صاحب دم سادھ کر چپکے ہو رہے اور آجتک آمنت باللہ کے معنے بھی پوری طرح بلکہ ادھوری طرح بھی بیان نہ کر سکے اور ایک لفظ نہ لکھ سکے اور اسطرح سے عملی طور پر اقرار کر لیا۔ کہ آپکو ایمان کی تعریف بھی معلوم نہین۔

(۳) جب برخوردار فاضل لاہوری نے علانیہ اشتہار کے ذریعہ تحدی کے طور پر

خانپوری صاحب کو لکھا کہ اگر آپ مجھ سے بالمشافہ مباحثہ کرنا چاہتے ہین تو مین خود آپ کے پاس آکر بالمواجہ فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہون - تو اِس اشتہار کو بھی دودھ کے گھونٹ کی طرح پی گئے - اور اس طرح سے عملی طور پر اقرار کر لیا کہ **گولڑہ شریف** کے ایک ابتدائی طالب علم کے ساتھ بھی آپ مباحثہ کرنے کے قابل نہین -

(۴) ۱۸ - شوال ۱۳۲۵ھ کو مولانا مولوی غلام مرتضیٰ صاحب مدرس اعظم دار العلوم نعمانیہ لاہور نے اشتہار کے ذریعہ اور نیز بصیغۂ رجسٹری شدہ نوٹس کے خانپوری صاحب کو بڑے زور کے ساتھ لکھا کہ آپ ایک **تاریخ** اور **وقت** مقرر کر کے جامع **مسجد** راولپنڈی مین برخوردار **قائم علی** کو طلب فرماوین - اور اُسسے بالمشافہ گفتگو کرین - مگر اس تحدی کے مقابلہ مین بھی خانپوری صاحب نے دُم دبا کر عملی طور پر اقرار کر لیا کہ علمی مباحثہ کے قابل وہ اپنے آپ کو نہین سمجھتے -

(۵) آخر کار برخوردار قائم علی نے **الفتوحات الصمدیہ** کے پانچوین حصہ مین ایسے پُرزور الفاظ کے ساتھ خانپوری کو للکارا کہ :-

"اُب اگر خانپوری صاحب مین ذرا سا بھی غیرت کا مادہ ہے تو بارہ سوالات مستفسرۂ خاکسار کے جوابات فی الفور لکھکر شائع کرین - ورنہ حسبِ معمول اپنی خانہ بدوشی کی رسمِ قدیمانہ کو عمل مین لا کر راولپنڈی سے بوریا بندھنا سنبھال کر کسی اَور شہر کی طرف عزیمت فرماوین - ملکِ خدا تنگ نیست - پائے گدا لنگ نیست - خانپوری را ننگ نیست -"

خانپوری صاحب کی یہ ڈھٹیائی قابل دید ہے کہ راولپنڈی مین ڈھیٹ بنکر بیٹھے رہے - اور ان بارہ ابتدائی طالب علمانہ سوالات کے جواب دینے کے متعلق گویا علانیہ اقبال کر لیا کہ آپ باوجود دو سال سر کراتے رہنے کے جواب دینے سے بالکل عاری ہین - اہلِ نظر حضرات ان تمام واقعات سے خانپوری صاحب کے مبلغ علم کا اندازہ کر سکتے ہین - کہ ابھی تک اُن کو ابتدائی تعلیم دینیات کی بھی حاصل نہین جتنی کہ صرف و نحوِ عربی کی ابتدائی مسائل کا جواب دینے سے بھی کنی کتراتے ہین اور تعجب ہے کہ اس برتے پر آپ **علماء** اور **تاج العلماء** سے مقابلہ کی جراُت پر آمادہ ہوئے ؎

اِس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

اس حماقت پر وہی ضرب المثل صادق آتی ہے کہ رہنا جھونپڑون مین اور شیش محل کے خواب خیال فرمائیے کہ پدی کیا اور پدی کا شوربا کیا۔ جو شخص گولڑہ کے ایک ابتدائی نوعمر طالب علم سے پانچ دفعہ شکستِ فاش کھا کر دُم دبا تا پھرے۔ وہ قبلۂ عالم گولڑوی ادام اللہ برکاتہم سے مقابلہ کے لئے دم خم کھائے۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔

خانپوری صاحب کی سہ بارہ قلعی کھلی

خانپوری صاحب کی قلعی پہلی دفعہ تو اُن کے اِس فتوے سے کھُل چکی تھی جو انہون نے طاعون کے متعلق لکھا تھا۔ دوسری دفعہ برخوردار قایم علی چشتی فاضل لاہوری کے مقابل پانچ دُم دبا کر بھاگنے سے اُن کی قابلیت کھل گئی مگر چونکہ ایک اہل اللہ کے مقابل عَلَمِ مخاصمت بلند کیا تھا اس لئے جل جلالہٗ کو یہی منظور ہوا کہ خود خانپوری کے ہاتھون سے ہی اوسکی اور زیادہ رسوائی اور تذلیل کرائی۔ اور سہ بارہ پھر قلعی اس طرح کھلی کہ خانپوری صاحب نے اپنی شامتِ اعمال سے ایک رسالہ موسوم بہ البیان والاغاثہ اپنی رسوائی کی طرح شائع کیا۔ جس نے علمی دنیا مین اونکی پوری تشہیر کا سامان کردیا۔ اِس رسالہ مین آپنے گالیون اور بازاری طعنون مہنون اور طعن و تشنیع اور سب وشتم کا ایسا ذخیرہ جمع کردیا جو واقعی اُن کی شان کے قابل تھا۔ لیکن اوسکے ساتھ ہی حضرت قبلۂ عالم کی زندہ کرامت بھی ظاہر ہوئی کہ خانپوری صاحب نے اُن اشخاص کو گالیان دیتے جن کو وہ بزعمِ خود اپنا مخالف سمجھتے تھے اپنے جوشِ جنون مین خود اپنے آپ کو بھی گالیان دینی شروع کردین۔ چنانچہ اپنی تحریر کے ذریعہ خود اونہون نے مندرجۂ ذیل امور کو تسلیم کرلیا کہ :-

(۱) خانپوری صاحب نہ صرف عدوّ الاحد بلکہ عدوّ الرسل بھی ہین۔

(۲) خانپوری صاحب نے ابلیس کو اپنا مورث اور اپنے آپ کو اُس کا وارث اور نیز اپنے آپکو فرقۂ ابلیسیہ سے خود بخود تسلیم کرلیا۔ اور بعد مین اپنے آپ کو شیطان بھی قرار دیا۔

(۳) خانپوری صاحب نے اپنے قلم سے اپنے آپ کو خود ہی بچّہ اور عورت بھی تسلیم کرلیا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو رسالہ الفتوحات الصمدیہ کا حصّہ پنجم۔

اس بازاری اور مجنونانہ تحریر سے خانپوری کی ادنےٰ علمی پایہ اور سفاہت اور دریدہ دہنی نامعقولیت اور اوچھے پن اور حماقت کا ایسا اعلان ہوا کہ کوئی اسکا سخت سے سخت مخالف بھی اوس کی ایسی رسوائی اور تشہیر نہین کرسکتا تھا۔ اور ان سب امور کی تشریح کے لئے رسالہ الفتوحات الصمدیہ کا مطالعہ کافی ہوگا۔ یہان اُن امور کے تکرار کی ضرورت معلوم نہین ہوتی۔

خانپوری صاحب کے سوالاتِ عشرہ

اکبری دربار کے نامی مسخرہ مُلّا دوپیازہ کی نسبت مشہور روایت ہے کہ گو وہ ایک بے علم شخص تھا مگر اِدھر اُدھر علماء سے کچھ موٹے موٹے لغات اور عربی کے فقرات سُنکر اُن کو تھوڑا بہت یاد کرلیا تھا۔ اور اکبری دربار مین جب کوئی جید عالم یا فاضل اجل آجائے تو اُس کے مقابلہ پر کھڑے ہوکر غلط سلط بے ربط طور پر اُن عربی الفاظ و فقرات کو بڑے گلے کے ساتھ جلدی جلدی پڑھ جاتا تھا۔ مُلّا دوپیازہ صاحب کا عالمانہ لباس اور لحیم و شحیم صورت اور اُس کے ساتھ اُن کی اس روانیٔ زبان کو دیکھ کر عوام جو کالانعام ہوتے ہین۔ مُلّا دوپیازہ کی طرف ہوجاتے تھے اور انکی سمجھ مین آتا تھا کہ مُلّا دوپیازہ صاحب واقعی عربی دانی اور بالخصوص عربی بولنے مین اپنی نظیر آپ ہی ہین۔ چونکہ ایسے مسخرون کا جواب دینا علماء کی شان کے خلاف ہوتا ہے اس لئے مجمع علماء اوس کی اس بکواس کو ہنس کر ٹال دیا کرتا تھا اور جواب جاہلان باشد خموشی۔ پر عمل کرتا تھا۔ مُلّا دوپیازہ صاحب ڈھٹائی اور علماء کے سکوت نے اور بھی مُلّا صاحب کا سکہ عوام الناس مین جما دیا کیونکہ جاہل اور بعلم اشخاص یہی سمجھا کرتے تھی کہ مُلّا دوپیازہ صاحب واقعی علم عربی کے فاضل اجل ہین۔ اور ایک بحرِ ذخار ہے کہ موجین مارتا ہوا چلا جاتا ہے۔ حالانکہ لطف یہ ہے کہ اُن سُنے سنائے الفاظ و فقرات کے استعمال کا محل وقوع بھی مُلّا دوپیازہ صاحب کو معلوم نہوتا تھا۔ اور بیچ مین کچھ اپنی من گھڑت عربی بھی ٹانک دیا کرتے تھے۔ اور تقریر از سرتا پا نہ صرف بے ربط بلکہ مہمل ہوتی تھی۔

خانپوری مُلّا صاحب کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی مُلّا دوپیازہ کے مقلد ہین مگر اس تقلید مین بھی بھونڈے ثابت ہوتے ہین کیونکہ مُلّا دوپیازہ والے سامان آپکے پاس کُل موجود نہین اور درباری مسخرون کی اب بالکل کساد بازاری ہوگئی ہے۔ علاوہ برین جو کچھ

تحریر کرتے ہین وہ ایسے بھدے پن کے ساتھ ہوتا ہے کہ ایک معمولی طالب علم بھی اونکی علمی کم مائگی کا اندازہ کر لیتا ہے ۔ خانپوری صاحب نے اپنے رسالہ مین یہ مزید حماقت کی کہ اپنے بیسیون حمائیتیون کی امداد سے مہینون تک محنت کر کے دس سوالات بزعم خود بطور مسئلہ ہائے مالاینحل کے اپنے رسالہ مین درج کر دیئے ۔ اور اُن کے جواب حضرت قبلہ عالم گولڑوی سے طلب کئے ۔

اوّل اس بھدے پن اور ڈھٹائی کو ملاحظہ فرمائے کہ گولڑہ شریف کے ادنیٰ طالب علم کے محض معمولی اور ابتدائی صرف و نحو کے سوالات سے تو آپ کان کتراتے پھرتے ہین اور بھاگتے بھاگتے آپ کو دم نہین آتا ۔ اور بجائے اُن سوالات کا جواب دینے کے اُلٹے اپنی طرف سے سوالات پیش کرتے ہین ۔

دوم ۔ یہ کہ خانپوری صاحب کو خود اپنے اُن دس سوالات کی حقیقت معلوم نہین اور اون کے جوابات سے قطعی لاعلم ہین ۔ جو کچھ کسی نے نقل کرا دیا آپ نے مکھی پر مکھی ماردی ۔ اور لطف یہ کہ جہان اُن سوالات مین کوئی غلط الفاظ کسی ستم ظریف نے براہ تمسخر لکھا دئے وہ بھی آپ نے ویسے کے ویسے ہی نقل کرا دیئے ۔ نقل را چہ عقل ۔

اپنے رسالہ مین وہ دس سوالات خانپوری صاحب چھپوا کر خوب بغلین بجاتے پھرے کہ دیکھئے ہم نے ایسے سنگین سوالات حضرت قبلہ عالم گولڑوی سے کئے ہین کہ قیامت تک اُن کا جواب کوئی عالم نہین دیسکتا ۔ غرضکہ آپ نے اپنی لیاقت اور اپنے ظرف اور اپنی پایہ علمی ہی اوس تاج العلماء کا بھی اندازہ کر لیا ۔ اور ظاہر بین عوام النّاس کے سامنے خانپوری صاحب یہ ڈینگین مارتے پھرے کہ ہم اِن دس سوالات کے جوابات سے بخوبی واقف ہین اور اِن کو فے الفور حل کر سکتے ہین ۔

چوتھی مرتبہ پھر قلعی کھلی

مولانا مولوی غلام مرتضیٰ صاحب مدرس اعظم دارالعلوم نعمانیہ لاہور نے (جو حضرت قبلہ عالم گولڑوی کے خوشہ چینون اور شاگردون مین سے ہین) ۱۸ ۔ شوال ۱۳۲۵ھ کو ایک اعلان عام طور پہ شائع کرایا ۔ اور اُس کو بصیغہ رجسٹری خانپوری صاحب کے پاس خصوصیت سے بھیجا جسمین مندرجہ ذیل استفسارات خانپوری صاحب سے کئے ۔

سوالات

آپ نے یہ دَس سوالات کس غرض سے چھپوائے ہین

آیا

(الف) اِن کے حل ہونے سے اپنے آپکو اور اپنی کُل جماعت کو عاجز پاکر بنظر استفادہ شاگردانہ حیثیت سے اپنی ترقی علم کے لئے ؟

(نوٹ) اس سوال کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ جو بے سروپا جوابات آپنے ایک ابتدائی طالب علم کے معمولی سوالات کے دیئے ہین اُن سے آپ کی لیاقت بہت ہی کم درجہ کی معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ برین آپنے اپنے سوالات کو بالکل غلط نقل کیا ہے جن کو پڑھکر اہلِ علم بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ آپ کو اُن سوالات کے مطلب کی بھی خبر نہین ورنہ آپ ایسی فاش غلطیان نہ کرتے"۔

یا

(ب) آپ خود اِن سوالات کے جوابات سے اچھی طرح ماہر ہین اور صرف اپنی مخالف کی لیاقت کا امتحان کرنا چاہتے ہین۔؟

بصورت شق (الف) کا جواب مثبت مین ہونے کے آپ صریح طور پر اس امر کا اقبالی اعلان شائع فرماوین کہ آپ اور آپکی کُل جماعت ان سوالات کا جواب دینے سے بالکل عاجز اور قاصر ہوگئی ہے اور آپ سب صاحبان شاگردانہ طور پر بنظر استفادہ اُن کا جواب اپنی مخالفین سے حاصل کرنا چاہتے ہین اور بصورت ان کا جواب شافی دیئے جانے کے آپ آئندہ کے لئے اس نیازمند کے سامنے (جو منجملہ ادنےٰ خادمان۔ و شاگردان و خوشہ چینیان حضرت مولانا ممدوح عم فیضہم کے ہے) شاگردانہ طور پر زانوئے ادب تہ کرین گے اور ہمیشہ اِس نسبت تلمذ کا ادب ملحوظ رکھین گے۔

بصورت شق (الف) کا جواب نفی مین اور شق (ب) کا جواب مثبت ہونے کے آپ براہِ عنائیت صاف طور پر اعلان شائع فرماوین کہ ہم اِن سوالات کے جوابات سے بخوبی ماہر ہین۔ اور صرف اپنے مخالف کی لیاقت کا امتحان کرنا چاہتے ہین۔ مگر اس صورت مین یہ امر لازم ہوگا کہ اس اعلان کے شائع فرمانے کے ساتھ ہی آپ اُن دَسون سوالون کے جوابات خوب مفصل اور مکمل لکھکر راولپنڈی کے کسی اعلیٰ درجہ کے ہندو یا مسلمان رئیس یا عہدہ دار کے پاس

سر بمہر لفافہ مین امانت رکھدین اور اس امر کا بھی اس اعلان مین تذکرہ فرما دین کہ :-

"فلان صاحب کے پاس فلان تاریخ کو ان دسون سوالون کے جوابات تحریر کر کے سر بمہر لفافہ مین بند کر کے ہم نے دیدیئے ہین جس سے ثابت ہو کہ ہم ان سوالات کے جوابات سے بخوبی واقف ہین اور صرف اپنے مخالف کی لیاقت کا امتحان کرنا چاہتے ہین"۔

ایسی صورت مین ہم اپنا جوابی رسالہ معہ اُن دسون جوابات کے فی الفور شائع کر دین گے - اور بعد ازان اُس رئیس یا عہدہ دار مذکور کے مکان پر جمع ہو کر تمام اہل علم آپ کے مرقومہ جوابات کو سُن لین گے اور ہم اپنے خرچ سے آپ کے اُن جوابات کو شائع کرا دین گے - اور اس طرح سے اہل علم کو آپ کے جوابات ہمارے جوابات کے ساتھ مقابلہ کرنے کا بہترین موقع ملے گا ؎

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان
تا سیہ روئے شود آن کہ در وغش باشد

اتمام حجت کے لئے آجکی تاریخ سے قریباً ڈیڑھ ماہ کی زائد مہلت آپ کو اُن سوالات کے جوابات لکھنے اور ایسا اعلان شائع کرنے کے لئے اور دیجاتی ہے - تاکہ آپ کو اس امر کی شکایت کی گنجایش نہ رہے کہ آپ کو کافی مہلت نہین دیگئی -

بصورت دونون صورتون مین سے کسی قسم کے اعلان آپ کی طرف سے شائع نہونے کے کوئی چارہ سوائے اس کے نہوگا کہ اس امر کو آپ کی طرف سے مسلم سمجھ لیا جاوے کہ آپ نے اور آپ کی کل جماعت نے مہینون تک مغز کھپا کر اپنی طرف سے ایسے ادق سوالات جمع کر کے چھپوائے - جن سوالات کو سمجھنے کی بھی آپ مین اہلیت نہ تھی - اور جن کے جوابات دینے سے آپ بالکل قاصر تھے - اور بجائے شاگردانہ طور پر حاضر خدمت ہو کر استفادہ کرنے کے آپ نے یہ نالائق طریقہ استفادہ کا ایجاد کیا - اور ایسی صورت مین خواہ آپ اُن سوالات کے جوابات حاصل کرنے کے کیسے ہی غیر مستحق ہون - مگر تاہم بنظر فیاضی خاکسار اپنے اُس رسالہ کو مع جوابات شائع کر دے گا -

۳۰ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ تک (یعنے آج کی تاریخ سے قریباً ڈیڑھ ماہ بعد تک) آپ کے اعلان کا انتظار کرون گا -

مندرجہ بالا اشتہار کے شائع ہونے کے بعد ڈیڑھ ماہ کی مہلت گذر گئی - بعد ازان اس مہلت پر اور زیادہ عرصہ بھی گذر گیا - مگر خانپوری صاحب بیچارے ہو نئے کیا - اُن کو تو اپنے پیش کردہ دس سوالات

کے سمجھنے کا بھی مادہ نہ تھا کہ وہ دنس سوالات ہین کیا - اور اُن کا مفہوم کیا ہے - اور وہ کہان سے اخذ کئے گئے ہین - یار لوگون نے خانپوری صاحب کو طوطی کی طرح وہ الفاظ رٹا کر اُن کو بطور نقل مجلس سامنے کر دیا - ؎

در پسِ آئینہ طوطی صفتش داشتہ اند
آنچہ اوستادِ ازل گفت ہمان میگوید

خانپوری صاحب نے اُن سوالات بتانے والون کی منت خوشامد کی - ہاتھ جوڑے - کہ برائے خدا اِن سوالات کی کچھ تو حقیقت بتاؤ - تاکہ اناپ شناپ کچھ کر کے کسی کے پاس رکھوا دون - اور بہانہ جوئی سہی برائے نام عزت تو رہجائے - مگر سوالات بتانیوالون کی قابلیت کا بھی اُن دنس سوالات کے انتخاب کرنے مین اتنا ہی دخل تھا کہ جو دنس سوالات اُن کو اپنی علمی قابلیت کے مقابلہ مین جذرِ اصم اور عقدۂ لاینحل معلوم ہوئے - اُن کو چھانٹ کر خانپوری صاحب کے حوالہ عرصۂ دراز سے کیا ہوا تھا وہ بیچارے بتاتے تو کیا بتاتے - خانپوری صاحب نے اپنی سرپرستون اور مربیون کو مولوی غلام مرتضی صاحب کے یہ الفاظ دکھا کر بہتیری غیرت دلائی کہ اگر اِن دنس سوالات کا جواب تم لکھکر سر بمہر لفافہ مین کسی معتبر شخص کے پاس نہ رکھوا دوگے تو اِس امر کو آپ کی طرف سے مسلم سمجھا جائے گا - کہ آپ نے اور آپ کی کُل جماعت نے مہینون تک مغز کھپا کر اپنی طرف سے ایسے ادق سوالات جمع کر کے چھپوائے جن سوالات کو سمجھنے کی بھی آپ مین اہلیت نہ تھی اور جن کے جواب دینے سے آپ بالکل قاصر تھے - اور بجائے شاگردانہ طور پر حاضر خدمت ہو کر استفادہ کرنے کے آپ نے یہ نالائق طریقہ استفادہ کا ایجاد کیا -"

مگر شرم چہ کُتی ست کہ پیشِ مردان بیاید - بیحیائی بلا دور - کم علمی کا بُرا ہو کہ یہ زبردست غیرت دلانے والے الفاظ سُننے کے بعد بھی سوائے ڈھیٹ بن کر چپ رہنے کے اور کوئی چارہ خانپوری صاحب اور اُن کے حامیون کو نہ سوجھا - ایک چُپ اور سَو سُکھ پر عمل کیا -

مہلتِ مذکورۂ بالا گذر جانے کے بعد اور بھی زیادہ انتظار کر کے جب مولانا مولوی غلام مرتضی صاحب نے دیکھ لیا کہ خانپوری صاحب کی پھر چوتھی دفعہ قلعی کھل چکی ہے - اور ہر خاص و عام پر اُن کا مبلغِ علم اور اُنکی سفیہانہ حرکات روشن و ہویدا ہو چکی ہین - تو مولوی غلام مرتضی صاحب نے رسالہ **الفتوحات الصمدیہ** مین آخر کار مندرجہ ذیل تحریر شائع کر دی ہ

"ہمارے خط مین خانپوری صاحب کو ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ تک مہلت دیگئی تھی

اور وہ میعاد گذر گئی۔ انہوں نے اپنے مستفسرہ سوالات کے جوابات لکھکر کسی شخص کے پاس سر بمہر لفافہ مین امانت رکھنے کا تاحال کوئی اعلان نہین کیا۔ نہ ہمین کوئی اطلاع دی۔ بلکہ اس امر کا ارادہ بھی ظاہر نہین کیا کہ وہ ان سوالات کا جواب اپنی تمام عمر مین کبھی دینے کی بھی جرأت کرین گے۔ اور بحالات مذکورۂ بالا ہمارے خط کے مندرجۂ ذیل فقرات کے مطابق ہمارے مندرجۂ ذیل دعاوی اب خانپوری صاحب کی طرف سے بھی مسلم ہو گئے ہین کہ:-

"آپ نے اور آپکی کل جماعت نے مہینوں تک مغز کھپا کر اپنی طرف سے ایسے ادق سوالات جمع کر کے چھپوائے۔ جن سوالات کو سمجھنے کی بھی اہلیت نہ تھی اور جن کے جوابات دینے سے آپ بالکل قاصر تھے۔ اور بجائے شاگردانہ طور پر حاضر خدمت ہو کر استفادہ کرنے کے آپ نے یہ نالائق طریقہ استفادہ کرنے کا ایجاد کیا۔"

پس جبکہ خانپوری صاحب نے ہمارے ان تمام دعاوی کو اپنے طرز عمل سے تسلیم کر لیا تو ہم کو بھی لازم ہے کہ اپنے وعدہ (مندرجۂ اعلان مذکور) کا ایفا کرین اور جوابات عشرہ شائع کر دین۔"

اس تحریر کے بعد خانپوری صاحب کی رہی سہی قلعی بھی کھل گئی اور سوالات عشرہ کا جواب شائع کرنے کی ضرورت سمجھی گئی۔

سوالاتِ عشرہ کا جواب

سوالاتِ عشرۂ مذکور کا جواب مولانا مولوی غلام مرتضیٰ صاحب خود چھپوانے والے تھے مگر اس عرصہ مین حضرت قبلۂ عالم گولڑوی ادام اللہ فیوضہم کے پاس اون کے ایک مخلص مرید کی طرف سے ایک تحریر اس مضمون کی پہونچی:-

کہ مولوی غلام مرتضیٰ صاحب کا اعلان نہائت ہی معقول ہے مگر غالباً زیادہ بہتر ہو گا کہ خانپوری صاحب کے سوالاتِ عشرہ کا جواب آنجناب خود تحریر فرماتے اسمین شک نہین کہ ان سوالات کا جواب دینے کے لئے مولوی غلام مرتضیٰ صاحب بلکہ جناب کے بہت سے ادنیٰ غلام بھی کافی ہین۔ مگر یہ امر بھی سرسری نظر انداز کئے

قابل نہین کہ خانپوری صاحب نے اُن سوالات کے اخیر مین بکرات ومرات جناب ہی کو مخاطب کیا ہے اور جناب ہی سے اُن کے جوابات کا مطالبہ کیا ہے اور یہ بھی صاف طور پر لکھا ہے کہ اگر اُن سوالات عشرہ کا جواب دیکر آنجناب بھی کوئی سوالات خانپوری صاحب سے فرماوین تو خانپوری صاحب اُن کا جواب دینے کو تیار ہین۔ مولوی غلام مرتضیٰ صاحب کے اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس امر سے جناب کی شان بہت ہی ارفع واعلیٰ سمجھتے ہین کہ جناب کسی طرح سے بھی خانپوری صاحب کو اپنا مخاطب بنائین۔ چنانچہ اس لئے اونہون نے سوالات عشرہ کے جوابات بھی خود ہی تحریر کردئیے ہین۔ برادرم فی اللہ کے ساتھ مجھے اس حد تک اتفاق ہے کہ خانپوری صاحب نے جو لغویات اور سب وشتم اپنے رسالہ مین جناب کی نسبت درج کئے ہین اُن کا جواب دینا یا اُن کے متعلق خانپوری صاحب کو مخاطب بنانا جناب کی شان والا کے سراسر خلاف ہے۔ لیکن سوالات عشرہ جو خانپوری صاحب نے پوچھے ہین وہ بادی النظر مین علمی سوالات ہین اُن کا جواب جناب کی طرف سے دئیے جانے مین کیا مضائقہ ہے اور جس حالت مین خانپوری صاحب نے خود اس امر پر آمادگی ظاہر کی ہے کہ اُن کے سوالات عشرہ کا جواب دیکر اُن کے اگر جناب بھی کوئی سوالات اُن سے استفسار فرماوین تو خانپوری صاحب اُن کا جواب دینے کے پابند ہون گے۔ تو ان حالات مین زیادہ بہتر صورت یہی ہے کہ آنجناب خود ہی اُن کے سوالات عشرہ کا جواب تحریر فرماوین اور اس کے ساتھ ہی چند سوالات کا جواب اُن سے بھی طلب فرماوین یہ ایک مسکت طریقہ جواب کا ہوگا۔ اور مخالف کو یہ کہنے کا موقع بھی نہ رہیگا کہ اگر اُسکی لغویات قابل جواب نہ تھے تو آخر اُس کے سوالات عشرہ کا جواب دینے مین کونسی تو ہین متصور تھی۔ کیونکہ سوالات عشرہ کا جواب اوس نے مولوی غلام مرتضیٰ صاحب سے طلب نہین کیا۔ بلکہ خصوصیت کے ساتھ جناب سے طلب کیا ہے۔ یہ وجوہات ہین جن کی بناپر مین نے عریضہ لکھنے کی جرأت کی ہے الخ

حضرت قبلہ عالم نے اپنے نیازمند موصوف کی اس رائے کو پسند فرمایا۔ اور جواب لکھنے پر آمادہ ہوگئے۔ بحر موّاج کے سامنے گھاس پھوس کی کیا حقیقت ہوسکتی تھی۔ ۲۸ و ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ کو دو دنون مین تھوڑا تھوڑا وقت اس کام کے لئے نکال کر آپ نے فی الفور اُن دس

سوالات کا جواب تحریر فرما دیا۔ اور کمال یہ تھا کہ جوابات مطابق سوالات یعنی اُردو یا اُردو اور عربی یا عربی۔ اور رمز ملغز تحریر فرمائے۔ یہ جوابات رسالۂ الفتوحات الصمدیہ مین شائع ہوگئے۔ اُن جوابات کو شائع ہوئے اب عرصہ دو سال کا ہوگیا ہے۔ اور اس تمام عرصہ مین یہ جوابات علمائے ہندوستان۔ و عرب و استنبول کی نگاہوں مین گذرے۔ بڑے بڑے علمائے اجل اور فضلائے اکمل نے ان جوابات کو دیکھکر تحسین و مرحبا کہا۔ اور علانیہ بیان کیا کہ اِن سے بہتر جوابات اِن سوالات کے ممکن نہین۔ اور لطف یہ ہے کہ ہر ایک سوال کا جواب نہ صرف شافی بلکہ مکمل دیا گیا الحق وہ بات حضرت قبلۂ عالم ہی کا حصّہ تھے۔ ۵

قبلۂ عالم ما کز مدد طبع سلیم
نبرد ناطقہ نام سخنش بے تعظیم
اوست آن بحر لبالب ز معانی کہ بود
قطرۂ آب ز بحر سخنش دُرِ یتیم

اِن جوابات نے خانپوری صاحب اور اُن کی جماعت کو ایسا تھرا دیا کہ عالم حیرت مین غرقاب ہوگئے۔ کیونکہ اُن کے نزدیک اُن سوالاتِ عشرہ کا جواب دینا کسی عالم کے لئے ممکن نہ تھا اور وہ عملی طور پر اِس آیتِ کریمہ کے مضمون پر اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ فوق کل ذی علم علیم۔

حضرت قبلۂ عالم کی طرف سے بارہ سوالات

حضرت قبلۂ عالم نے ایک ہی شب مین ایک ۱۰۰ سو سوال تیار کئے تھے۔ لیکن آخر کار آپ نے اُس طویل سلسلہ کو چھوڑ کر صرف آسان ترین بارہ سوالات اپنی طرف سے استفسار کئے اور بارھوین سوال کے خاتمہ پر آپ نے یہ تحریر بھی فرما دیا کہ :۔

"گو ہمارے سوالات قریب ایک سو کے لکھے ہوئے ہین مگر خیال اس کے کہ جواب سے جواب ہی ہوگا پھر کیون تضیع اوقات کرین۔ لہٰذا اب اسی پر اختتام کیا جاتا ہے۔"

اِن بارہ سوالات کے متعلق رسالہ الفتوحات الصمدیہ مین مولانا مولوی غلام مرتضیٰ صاحب نے مندرجہ ذیل فقرات ارقام فرمائے :۔

خانپوری صاحب نے اپنے رسالہ کے خاتمہ پر یہ بھی تحریر کیا تھا کہ حضرت قبلہ و کعبہ شاہ صاحب گورکھپوری

دام برکاتہم اُن کے دس سوالات کا جواب خود تحریر فرما دین تو حضرت قبلہ عالم کو بھی حق حاصل ہوگا کہ وہ کوئی سوالات خانپوری صاحب سے استفسار فرمائیں اور اُن سوالات کا جواب دینے کے لئے خانپوری صاحب پابند ہون گے - یہ امر غالباً اونہون نے اِس خیال سے لکہا تھا کہ حضرت قبلہ اُن کو اپنا مخاطب بنانے کی عزت نہ دین گے لیکن چونکہ تقدیرِ الٰہی یونہی ہو چکی تہی کہ خانپوری صاحب کی مصنوعی فضیلت کا پردۂ زنگاری بالکل ہی اُٹھ جائے اِس لئے حضرت قبلۂ عالم کے قلم مبارک سے ہی خانپوری صاحب کے سوالات کے جوابات مرقوم ہوئے اور اِس کے ساتھ ہی حضرت قبلہ نے اپنے نیازمندون کی التماس پر چند سوالات کا تحریر فرمانا بھی منظور فرمایا جو خانپوری صاحب کے مبلغِ علم کی قلعی کھولنے کے لئے اُن سے استفسار کئے جائین -

حضرت قبلہ و کعبہ کے بارہ سوالات ذیل مین درج کئے جاتے ہین - اور خانپوری صاحب کو اگر اپنی نمائیشی علمیت کی کوئی خیالی وقعت بھی قائم رکھنی منظور ہو تو اُن کو لازم ہے کہ اِن سوالات کے جوابات بہت جلد لکھکر شائع کرا دین - اگر اپنے معاونون اور اوستادون سے امداد لینے کا خیال ہے اور ایسی امداد لینے کے لئے مہلت طلب کرنا ضروری سمجھتے ہین تو ۱۰ - محرم الحرام ۱۳۲۵ھ تک ایک اشتہار اِس مضمون کا شائع کر دین - کہ ہم بلا مہلت لینے کے ان سوالات کا جواب دینے سے عاجز ہین - اور اِس قدر عرصہ کی مہلت مین اِن کا جواب تیار کر کے یا تیار کرا کر چھاپ دینگے - بصورت اِن سوالات کا جواب فی نہ ملنے کے یہ سمجھ لیا جائے گا کہ خانپوری صاحب نے اپنی ہزیمت اور بے علمی کا پورا اقبال کر لیا ہے اور بصورت ۱۰ محرم الحرام تک کوئی اِس مضمون کا اشتہار بھی اُن کی طرف سے نہ شائع ہونے کے صریح نتیجہ نکلیگا کہ خانپوری صاحب کے معاونین بھی اُن کے ساتھ اِس ہزیمت اور اقرارِ بےعلمی مین شامل ہین -

ظاہر ہے کہ جس شخص نے اِس ڈہٹائی کے ساتھ اپنے دس سوالات کا جواب یعنی پر اصرار کیا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی عہد کیا تھا کہ اُن دس سوالات کا جواب ملنے پر وہ حضرت قبلہ عالم کے اُن سوالات کا جواب دینے کے لئے پابند ہوگا - اب جبکہ اُن سوالات کا جوابات دیئے گئے - اور جواب بھی ایسے شافی اور مکمل - تو ایسی حالت مین اگر کچھ مادہ علمی اُس مین ہوتا تو اپنے علم کے مطابق ہی اُن سوالات کا جواب لکھکر جلد ہی سے جلدی شائع کر دیتا - اور کم از کم مولوی غلام مرتضی

صاحب کی تحریر کے مطابق خانپوری صاحب ۱۰ محرم الحرام تک ایک تحریر اس مضمون کی تو
شائع کر دینے کہ اس قدر عرصہ کی مہلت مین ان سوالات کا جواب تیار کر کے یا تیار کرا کر
ہم چھاپ دین گے - ناظرین حیران ہون گے کہ ۱۰ - محرم الحرام ۱۳۲۵ھ کے بعد دوسرے سال
کی ۱۰ محرم ۱۳۲۷ھ بھی گذر گئی - اور تیسرے سال ۱۳۲۹ھ کی ۱۰ محرم کی تاریخ بھی عنقریب
آنے والی ہے - مگر اس قدر عرصہ مین اُن بارہ سوالات مین سے کسی ایک سوال بلکہ کسی ایک
سوال کے کسی ایک آدھ حصّہ کا جواب بھی خانپوری صاحب اور اُن کی جماعت سے منفرداً
یا مشترکاً بہم نہ پہونچ سکا - اور اِس تمام عرصہ مین آپ ایسے خواب نہ ہمینٹ مین سوئے کہ ع

کچھ ایسے سوئے ہین سونیوالے کہ حشر تک جاگنا قسم ہے

حتّی کہ اُتنا لکھنے کی بھی جرأت نہوئی کہ ہم اتنے دنون یا اتنے ہفتون یا اتنے مہینون یا اتنے
سالون مین اِن سوالات کا جواب دے سکین گے -
وجہ اس سنّاٹے اور النوم اخ الموت کی یہ ہوئی کہ اِن بارہ سوالات نے
خانپوری صاحب اور اُن کی جماعت کے لئے صورِ اسرافیل کا کام دیا - اُن بیچارون کی
تحصیل علمی مین تو درکنار خواب و خیال مین بھی کبھی ایسے اسرا مکنونہ اور کنوز علمیہ نہ آئے
تھے - حیران اور ہوچکے رہگئے - اور اِن سوالات کو اپنے مصنوعی علمی ڈھونگ کی
بربادی کے لِئے اونہون نے قضائے مبرم سمجھا -
سارے ہندوستان مین تلاش کر کر کے اپنے ہم خیالون کو نکالا - اور ایک سرے سے
دوسرے سرے تک دور و دراز مقامات ہند مین سر ٹکرائے - اور آوارہ و سرگشتہ اور
خراب و خستہ ہو کر ایک ایک دروازہ پر گداگرانہ اور سائلانہ حیثیت سے حاضر ہوتے رہے
کہ کہین سے ایک آدھ سوال کا کچھ تھوڑا سا جزو ہی حل کر کے اپنی رسوائی کے کلنک
کا ٹیکا دور کرین - مگر سب نے اس گرانبار پتھر کو چوم چوم کر چھوڑ دیا - اور کانون پر ہاتھ رکھے
کہ اِن سوالات کا حل کرنا ہماری حیثیت سے قطعی بڑھ کر ہے - اور ہم اِن کے حل کرنے کا
ارادہ کرنے کی بھی جرأت نہین کر سکتے - غرض کہ خانپوری صاحب اور اُن کی جماعت مین
ایسی تباہی اور ہلچل مچی جس کا بیان کرنا باعث طوالت ہوگا - المختصر جب ہندوستان
بھر مین دربدری اور خاک بسری کے بعد کچھ بھی پلّے نہ پڑا - تو عالم یاس مین استنبول اور
مصر تک اپنے نالہائے زار بذریعہ خطوط پہونچائے - مگر وہان سے بھی اُن بارہ سوالات

کے جوابات تو درکنار کسی ایک سوال کے جواب سے بھی جواب رہا - اور آخر کار ہار تھک کر اپنی ہزیمت خوردہ قسمت پر رو پیٹ کر خاموش ہو رہی اور یہ بات بخوبی اُن کی سمجھ مین آگئی کہ اس اپنے زمانہ کے بے نظیر علمی شہسوار (حضرت قبلۂ عالم گولڑوی ادام اللہ برکاتہم) کا مقابلہ کرنا نہ صرف اُن کی ذاتی تہمتون بلکہ عاریتی سامانون سے بھی محال اور ناممکن ہے ؎

در صد ہزار سال سپہر پیادہ رو
نارد چو او سوار بمیدان روزگار

اَب یہی حیلہ بناؤ کہ ہمارے سوالات کے جواب چونکہ ٹھیک نہین ملے لہذا ہم بحسب شرط مندرجۂ عشرہ کاملہ جواب لکھنے پر مجبور نہین ہو سکے - اگر پشہ کو ہما سے اور ریسمان کو آسمان سے اور فرش کو عرش سے کوئی مناسبت ہو سکتی تو کوئی شبہ نہین کہ اِس قسم کے نیم ٹرملا نے بھی کوئی حیثیت اس زمانہ کے تاج العلماء سے مقابلہ کی پیدا کر سکتے تھے - ملا دو پیازہ کی طرح ملایانہ سوانگ بنا کر ملائی کا دعوے چیزے دیگر ہے - اور اصلی مُلّا واقعی معنون مین ہونا چیزے دیگر - اُدہی کی ہلدی اور دمڑی کی مرچ سامنے رکھکر کوئی شخص پنساری کا سوانگ ادا نہین کر سکتا - ؎

نہ ہر کہ طرفِ کُلہ کج نہاد و تند نشست
کلاہ داری و آئینِ سروری داند

اِدھر یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ نہ صرف تمام ہندوستان بلکہ دیگر اسلامی ممالک مثلاً عرب و روم اور مصر مین بھی اِن بارہ سوالات کی دھاک بندھ گئی - اور علمائے اجل و فضلائے اکمل مین ایسا چرچا ہوا کہ ہر ایک نے احسنت و مرحبا کہا - اور سب کو اِس امر کا اعتراف کرنا پڑا کہ خداوند تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے سلف کے علمائے مکمل کا نمونہ اِس زمانہ مین بھی موجود رکھا ہے - جس کا سینۂ فیض گنجینہ ایسے ایسے اسرار مکنونہ اور فیوض علمیہ کا معدن ہے

اِن تمام حالات کو دیکھکر ہمین عالیجناب حضرت صاحبزادہ محمود صاحب تونسوی ادام اللہ فیوضہم کے اِس مقولہ سے اتفاق رائے کرنا پڑتا ہے کہ خانپوری ملا دو پیازہ کو اس لحاظ سے غنیمت سمجھنا چاہئے کہ اُس کے چھیڑ چھاڑ کرنے پر مسلمانان صاحب الاعتقاد کو معلوم ہو گیا کہ صوفیہ کرام اور حنفی علماء کے سینون مین ایسے ایسے لعل بے بہا ہین - واقعی

بقول حضرت صاحب زادہ صاحب موصوف کے لوگون کو کیا معلوم تھا کہ حضرت قبلہ شاہ صاحب گولڑوی ادام اللہ برکاتہم کے سینہ مین کیسے کیسے گنجینہ ہائے بے بہا مخفی ہین۔ حضرت صاحبزادہ محمود صاحب موصوف کا یہ اعتراض قابل غور تھا کہ شاہ صاحب نے اپنے سوالات کی وقعت بخوبی نہین کی کیونکہ اِن سوالات کا مخاطب اونہون نے ایک ایسے نالائق شخص کو بنایا۔ مگر اِس کا جواب بھی عالیجناب حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے خود ہی دیدیا تھا۔ کہ غالباً اس کی وجہ یہی ہے کہ حضرت شاہ صاحب گولڑوی دامت برکاتہم کے ہان بفضلہ تعالٰی وامداد ارواحِ طیبہ ایسے ایسے نایاب لعل بھی ارزان ہین۔ ؎

نگار ہا ہون مضامین نو کے مین انبار
خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینون کو ؎

جو عمدہ نتائج اِن ۱۲ بارہ سوالات کی اشاعت سے اہلِ نظر حضرات نے نکالے منجملہ اُن کے ایک یہ بھی ہے کہ جب حضرت قبلہ عالم جیسے علماء و فضلائے مکمل اپنے لئے حضور سراج الامت امام الائمہ حضرت امام بو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالٰے عنہ کی تقلید کو اپنا مایۂ ناز اور گروہِ صوفیہ کرام کی نیاز مندی کو اپنا فخر سمجھتے ہین۔ تو نا سمجھون اور غیر مقلدون کیلئے جائے عبرت ہی۔

حضرت قبلۂ عالم کی زندہ کرامت

خانپوری صاحب اور اُن کی جماعت کے اس بزدلانہ فرار سے جو اِن بارہ سوالات کے جواب کے متعلق عمل مین آیا۔ ایک زندہ کرامت حضرت قبلۂ عالم گولڑی دامت برکاتہم کی اظہر من الشمس ہو گئی۔ وہ یہ کہ اُن بارہ سوالات کو لکھتے دفعہ ہی حضرت ممدوح نے بارہوین سوال کے اخیر مین اِس مضمون کی پیشینگوئی نہایت وثوق کے ساتھ کر دی تھی کہ خانپوری اور اُن کی تمام جماعت اُن سوالات کے جواب سے بزدلانہ فرار کرے گی۔ اور ہرگز کسی ایک سوال کا جواب بھی نہ دے سکین گے۔ بعض لوگون کو اس پیشین گوئی پر حیرت تھی کہ اتنی بڑی جماعت کی نسبت کیونکر یہ خیال مین آسکتا ہے کہ سب اپنی مجموعی طاقت صرف کر کے اگر پورے بارہ نہین تو آخر نصف درجن سوالات کا جواب بھی نہ لکھ سکین گے۔ اور بطریق تنزل اتنا ضرور اُنکے خیال مین آتا تھا کہ آخر کار ایک آدھ سوال کا جواب تو خانپوری ملّا و پیازہ کی پارٹی مل ملا کر تیار کر دیگی

مگر لسان الغیب کی پشین گوئی واقعی قضائے مبرم ثابت ہوئی - اور جو کچھ قلم مبارک مین سے نکلا تھا۔ وہی ظہور مین آیا - اس عظیم الشان کرامت کا خاص و عام مین چرچا ہوگیا۔ حتیٰ کہ مخالفین کو بھی دلون مین تو پشین گوئی کرنے والے اور کرانیوالے دونون کی عظمت ثابت ہوگئی - اور گو اقرار باللسان سے وہ محروم رہے مگر تصدیق بالقلب کرنے لگے - کہ

واللہ غالبٌ علیٰ امرہٖ -

خانپوری صاحب اور اُن کی جماعت نے جو اپنے طاعون والے فتوے مین ضمنی طور پر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان والا مین مضمون گستاخانہ درج کئے تھے - اُن کے جواب مین اٰیت اللہ نے ثابت کردیا کہ جو فیض خداوندی حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بموجب اِس حدیث مبارک کے حاصل تھا کہ اِنّ اللہ ینطق علیٰ لسان عمرؓ - اِس فیض مین تا حال اُن کے مقلدون اور پیرودن اور نیازمندون کو حصہ حاصل ہے - والحمد للہ علیٰ ذالک -

پانچوین دفعہ خانپوری صاحب کی پھر قلعی کھُلی

اب یہ بتانے کی ضرورت نہین کہ پانچوین دفعہ خانپوری صاحب کی قلعی کیونکر اور کس طرح کھُلی - کیونکہ مندرجہ بالا سطور مین پوری طرح بیان ہوچکا ہے کہ بارہ سوالات کے جواب سے دو سال تک جواب رہا - اور اِس طرح سے اُن کے مبلغ علم کی کیفیت کا اشتہار خاص و عام مین ہوگیا - اِس بارہ مین اب کچھ مزید لکھنے کی ضرورت معلوم نہین ہوتی -

باسی کڑی مین اُبال

خانپوری کُنبہ کرن کی نیند اور بیداری

اہلِ ہنود صاحبان کی مذہبی تاریخون مین کُنبہ کرن نامی ایک شخص کا تذکرہ ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ سال بھر مین چھ مہینے یعنی ایک سو اَسّی دن سویا کرتا تھا اور چھ مہینے جاگا کرتا تھا - لیکن خانپوری کُنبہ کرن کی نینداِس کُنبہ کرن کی نیند پر بھی سبقت لے گئی

کیونکہ آپ اپنے دس سوالات کا جواب شائع ہونے کے بعد (جو جوابات کہ حضرت قبلہ عالم نے تحریر فرمائے تھے) اور حضرت قبلہ عالم کے بارہ سوالات کی اشاعت کے بعد چھ ماہ نہین بلکہ چوبیس مہینون تک (یعنی سات سو بیس دن تک) پوری نیند بھر کر خواب نہر میت مین سوئے رہے - اور ہزار ہا خرگوشون کے خواب کا حصہ لیکر آخر کار دفعتہً بڑبڑا کر اُٹھے لیکن یہ نہ سمجھئے گا کہ بڑبڑاہٹ مین بھی اُن بارہ سوالات کا جواب دینے یا اُن مین سے کسی ایک سوال کے جواب دینے کا بھی ارادہ کیا - کیونکہ حضرت قبلہ عالم کے اُن بارہ سوالات سے تو نہ صرف خانپوری بلکہ اُس کی تمام جماعت کی روح کانپتی ہے - دل تھراتا ہے - کلیجہ لرزتا ہے - اور پیٹ مین چوہے دوڑتے ہین - ؎

ہزار بار جو تقریر مین ہوا ہو بند
وہ آکے سامنے باتین بنائیگا پھر کیا

اُن "بارہ" سوالات کے جوابات کو تو آپنے طاق نسیان پر رکھدیا اور فحش گالیون اور مغالطات کا ایک عظیم ذخیرہ جو خانپوری صاحب کے شکم مبارک مین لبالب بھرا ہوا تھا اِس کو بذریعہ ایک رسالہ کے قے کر کے اگل دیا کل اناءٍ یترشح بما فیہ - یعنی - ؏

از کوزہ ہمان تراود کہ دروست

اِس عامیانہ - اور بازاری بکواس کا بہانہ یہ بنایا کہ حضرت قبلہ عالم نے جو خانپوری صاحب کے دس سوالات کے جوابات لکھے تھے وہ جوابات ناکمل ہین - اور شافی نہین - اور جوابات کے مکمل نہ ہونے کا ثبوت جو پیش کیا ہے وہ یہی ہے کہ جوابات مذکور خانپوری صاحب کے دماغ کو ذہن اچھی طرح داخل نہین ہو سکتے - اب فرمائیے کہ حضرت قبلہ عالم نے سوالات کے جوابات دینے کا تو دعوے کیا تھا - لیکن یہ کب دعویٰ کیا تھا کہ ایک غبی الذہن اور کودن محض کا دماغ بھی اُن جوابات کے ذریعہ درست اور صحیح ہوجائے گا - یا یہ کب دعویٰ کیا تھا کہ اُن جوابات کے ذریعہ ایک ادنےٰ ترین طالب علم جو صرف و نحو عربی سے بھی نابلد محض ہے - دم بھر مین علمی مسائل کے سمجھنے کا مادہ پیدا کرلے گا - اِس قابلیت کے پیدا کرنے کا ذریعہ تو وہی تھا جو ابتدا مین خانپوری نے اختیار کیا تھا - یعنے گولڑہ شریف مین آکر کفش برداری اور فضلہ خوری اور نزلہ ربائی کی رسوم کا ادا کرنا - اگر سعادت مددگار ہوتی تو خانپوری وہی اپنا طریقہ جاری رکھتا - اور آج کچھ کا کچھ ہوجاتا - مگر اپنی شومیٔ بخت پر جسقدر

خانپوری صاحب رو ئین بجا ہے کہ گولڑہ شریف جیسی ہما صفت زمین کا دامن اُن کے ہاتھوں سے چھوٹ گیا۔ ؎

ترا بہ شومیٔ بختت سزد کہ گریہ کنی
ہما بہ دست فتادہ پرد ز پنجۂ تو

اس میں شک نہیں کہ چندروز آپ کے زیر سایہ ہونے کی وجہ سے حنفیوں نے اُسے اپنے مساجد ومجالس میں آنے کی اجازت دی۔

خانپوری صاحب نے اپنی طرف سے یہ بڑی چالاکی کی ہے کہ ایک دو جگہ عمداً (بلکہ غالباً نافہمی سے) بے ربط۔ اور جاہلانہ مضمون لکھ کر بعدازاں مطاعن اور سب وشتم کے ساتھ ملا دوپیازہ کی طرح بے محل آیات وحدیث لکھنے سے کام لیا ہے۔ اور خارج از مبحث مسائل لکھنے شروع کردیے اور ہزارہا کاملین کو کافر لکھدیا۔ اور اس چالاکی سے مطلب یہ تھا کہ عوام الناس جن میں سے اکثر سطحی نگاہ کے ہوتے ہیں اور جن کو اُن سوالات و جوابات کے سمجھنے کا مادہ نہیں۔ وہ آیات اور حدیث کو لکھا ہوا دیکھ کر سمجھیں گے کہ آخر کچھ نہ کچھ عالمانہ مضمون کے سلسلہ میں ہی خانپوری صاحب نے اِن آیات واحادیث کو نقل کیا ہے۔ لیکن اپنی شومیٔ طالع کے خانپوری صاحب کو یہ معلوم نہ ہوا کہ جن پانچ رنگوں میں اونہوں نے اپنی قلعی خود کھول کر دکھادی ہے۔ اُس کے لحاظ سے تو عوام الناس بھی اُنکی ایسی چالاکیوں کو تاڑ سکتے ہیں۔ اور علاوہ بریں گولڑہ شریف کے ایک ابتدائی طالب علم کے مقابل پانچ دفعہ کا ہزیمت خوردہ اور فراری (برائے نام) علمی پہلوان جس وقعت کے قابل سمجھا جاسکتا ہے وہ بخوبی ظاہر ہے۔ اور اب کسی علمی سوانگ سے وہ علما تو درکنار طالب علموں کے زمرہ میں بھی شمار ہونے کے قابل نہیں سمجھے جاسکتے۔ علاوہ بریں خدا کے فضل سے سمجھدار ذی علموں کی جماعت بھی موجود ہے جو خانپوری کے بکواس کو دیکھ کر معاً یہ رائے "قائم کرسکتے ہیں کہ مجیب کا کلام صفحوں تک خانپوری کی سمجھ میں نہیں آیا۔ لہذا اخذ نہیں کرسکا اور جس جگہ تھوڑی سی ہوا بھی پہونچی (جس نے مطلب سے کوسوں دور رکھا) وہیں پر اپنے فہم کے مطابق رونا پیٹنا اور چلانا شروع کردیا۔

اب کوئی ثقہ شخص حضرت قبلۂ عالم صاحب گولڑوی کو ہرگز یہ صلاح نہ دیگا کہ وہ ایک ایسے بازاری ہزل گو مسخرے کے مقابل اپنا واجب التعظیم قلم اٹھائیں۔ علاوہ اِس کے اس ذلیل حیثیت کے

اِس کا پانچ دفعہ کا فرار اور پانچ دفعہ کی غلطی کھلنے کا حال بخوبی معرضِ تشہیر مین آچکا ہے۔ اور چوبیس ماہ کے عرصہ تک (جس عرصہ مین کہ مُردہ کی بھی چار ششماہیان ہو جاتی ہین) اُسکا فراری حالت مین رہنا۔ اور اب اتنی مدتِ مدید کے بعد باسی کڑہی مین اُبال آنا اور اُس کا کنبہ کرن سے بھی زیادہ لنبی نیند کے بعد بیدار ہونا۔ خود اُس کی بیحیائی۔ ڈٹہائی۔ اور سخت جانی کا حال عوام الناس تک کھول کھول کر دکھا چکا ہے۔ اور اُسکو پورا رسوا کر چکا ہے۔ علاوہ برین اوسکی اخلاقی حالت یہ ہی کہ بمصداق حدیث صحیح اذا خاصم فجر جھگڑنے کے وقت فحش بکتا ہے۔ یہی وجہ ہی کہ رسالۂ ہذا مین صرف اسی امر پر قناعت کی گئی ہے کہ خانپوری کے بیہودہ مواخذات متعلقۂ جوابات حضرت قبلۂ عالم کی تجہیل و تغلیط مین کچھ تھوڑا مضمون لکھدیا گیا ہے جو آئیندہ صفحات مین موجود ہے۔ گو کسی ایسے مضمون کا بھی خانپوری کی نسبت بحالتِ موجودہ تحریر کیا جانا۔ موئے پر سَو دُرّے لگانے کی ضرب المثل کا مصداق ہے۔

جس تحریر کو بڑے بڑے مخول علمائے ہندوستان و عرب نے بے نظیر قرار دیا ہو اُسکی وقعت مین ایک کندۂ ناتراش اور فحاش بازاری شخص کی ہجو اس سے کیا فرق آسکتا ہے ع

کہین خاک ڈالے سے چھپتا ہی چاند

ذرا اِس حماقت کو ملاحظہ فرمایئے کہ اب دو سال کے مطالعۂ جوابات کے بعد خانپوری مُلّا دو پیازہ کے فہم مین یہ بات آئی ہے کہ حضرت قبلۂ عالم کے جوابات اس کی سمجھ مین نہین آتے۔ اگر اس مسخری سے کوئی پوچھے کہ اگر جوابات تمہاری سمجھ مین نہ آئے تھے تو بصورت کمال درجہ کا کودن ہونیکے تم جوابات شائع ہونے کے دو تین ہفتہ حد ایک ماہ بعد لکھدیتے کہ جوابات شافی یا مکمل نہین۔ اَب اِس دو سال کے عرصہ مین تم کیا جھک مارتے رہے۔ اور اتنا عرصہ اتنی بات لکھنے کے لئے کیون لگا دیا۔ تو معلوم نہین کیا جواب دے گا۔ غالباً اِس کا جواب میان خانپوری یہی دین گے کہ اِس دو سال کے عرصہ مین اپنی اور اپنی جماعت کے فہم پر اور اپنی بےعلمی پر روتا پیٹتا اور چیخ چیخ کر ماتم کرتا رہا۔ کہ ہائے مجھ مین اتنا مادہ ہی موجود نہین کہ جن سوالات کے جوابات مجھے معلوم نہ تھے۔ اُن کے جوابات پڑھ کر بھی مین مغزِ سخن کو پہونچ سکتا۔ اور حضرت قبلہ عالم کے بارہ سوالات کو دیکھ دیکھ کر برابر دو سال تک مع اپنی جماعت کے عرقِ انفعال مین غوطے لگاتا رہا کہ اُن سوالات مین سے کسی ایک کا جواب بھی بہم نہ پہونچ سکا۔ اب اس ماتم اور غوطہ خوری کے بعد ہرسپٹ کر خانپوری صاحب اپنی سخت جانی سے بچ گئے۔ تو وہی پرانا عارضہ فحش گوئی

اور سب وشتم کا عود کر آیا۔ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ جناب مولوی غازی صاحب یا کوئی اور از برادران طریقت ایک رسالہ شائع کر دوینگے جس مین توجہ صرف خانپوری کے انہین بجوا سون کی طرف ہوگی جو اُس نے حضرت قبلۂ عالم رضی اللہ تعالیٰ کی تالیف رسالہ الفتوحات الصمدیہ پر کئے ہین اور ظاہر کر دیا جائیگا کہ حضور رضہ نے خذ ما صفا ودع ما کدر کے طریق پر چلے ہین نہ یہ کہ کسی کی تغلیط یا تجہیل تھی۔ اور ثابت کر دیا جائیگا کہ آپ کے رضہ اکثر دیئے ہوئے جوابات کی تسلیم خانپوری کی قلم سے ثابت ہے۔ اور بعض کی نسبت اوسکی تجہیل و تغلیط محض اوس کی جہالت و نارسائی کی بنا پر ہے۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ پر جتنے بہتان باندھے گئے ہین سب کی بنا نافہمی پر ہے۔

بڑے شرم کی بات ہے کہ دو سال تک خانپوری اور اُس کی جماعت والے یہ ڈینگین مارتے رہے کہ حضرت قبلہ عالم رضہ کے بارہ سوالات کے جوابات ایام حمل مین ہین اور یہ لاف زنیان ہوتی رہین کہ جوابات ایسے ہون گے اور ویسے ہون گے اور مدو ساہی پیپے ہوجائینگے اور آخر کار ایک حمل نہین بلکہ دو حمل سے بھی زیادہ عرصہ کی میعاد کے بعد پہاڑ کو درد زہ ہو کر یہ **چوہیا کا بچہ** پیدا ہوا۔ کہ ناک (جواب) ندارد۔ چندہ دینے والون نے تو چندہ جواب ہی کی لاف پر دیا تھا مگر کم علمی کا ستیاناس ہو کہ (اذا اوتمن خان) یعنی امانت مین خیانت کرنیکا دوبارہ مصداق بنا دیا۔ پہلی دفعہ مسجد جامع کے چندہ مین خیانت واقع ہوئی تھی۔

عالمانہ شان وہ ہوا کرتی ہے جو حضرت قبلہ عالم رضہ کی تحریرات سے ظاہر ہے کہ ایک حرف طعن کا نہین۔ تشنیع کا نہین۔ گالی نہین۔ سب وشتم نہین۔ صرف کمال درجہ کی متانت اور ثقاہت کے ساتھ علمی مسائل کو بیان کر دیا ہے۔ اور ایک حرف زائد درج نہین کیا۔ اُس کے جواب مین یہ فحاشی اور لُچ پن کا شیوہ اختیار کرنا واقعی خانپوری اور اُس کی جماعت ہی کے شایانِ شان ہے۔ خانپوری اور اُس کی جماعت مین اگر ذرا بھی شرم کا مادہ ہو تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرین۔ ہر ایک لُچا اور بدمعاش گالیان بک سکتا ہے۔ اور فحاشی مین گھوڑ دوڑ کر سکتا ہے۔ مگر علمی میدان مین شہسواری کے کرتب دکھانا۔ کسی فاضل اجل ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ اب تو ہر ایک خاص و عام کی زبان پر یہی چرچا ہے کہ جس چیز کا مادہ حضرت قبلۂ عالم مین تھا اوس کا اظہار اونہون نے اپنی تحریرات مین کیا۔ اور جن چیزون کا مادہ خانپوری اور اُس کی جماعت مین تھا انکا اظہار اُسنے اپنی تحریرات میں کیا۔ عنبر فروش اور عطار

کے پاس خوشبو کے ذخیرے تھے جس سے اہلِ علم کے دماغ طبلۂ عطار بن گئے - اور خاکروب نے اپنے گوہ اور پیشاب کے ٹھیکرون سے اہلِ عالم کے دماغون کو پراگندہ کیا -

ہم اپنے خدا ہی لایزال ولم یزل کو حاضر سمجھکر للہ شہادت دیتے ہین کہ حضرت قبلۂ عالم رضہ کی تالیف التبیان والحماسہ مین سے صرف رسالہ الفتوحات الصمد یہ ہے بلکہ حصہ پنجم اُس کا قبل انا اشاعت آپ کے ملاحظہ سے ہی نہین گذرا - وکفی باللہ شہیدا -

شیر کی کھال اُتر کر نیچے سے طبعی صورت ہویدا ہو گئی اصلی آواز نے مصیبت مین ڈالا

ایک مشہور قصہ ہی کہ کسی شخص کا گدھا سخت زخمی اور ناکارہ ہوگیا - اور اُس نے اُس گدہے کو جنگل مین آوارہ چھوڑ دیا - پرندا ور مکھیان اوس کی رہی سہی کھال کو نوچتی تہین - اور اُس کے زخم اور زیادہ شدید ہوتے گئے - کسی راہ رو مسافر کو اُس کی حالت دیکھ کر رحم آیا - وہ گدہے کو پکڑ کر اپنے پیر کے پاس لے گئے - پیر صاحب ایک رقیق القلب بزرگ تھے اور اُن کے پاس ایک شیر کی کھال موجود تھی اونہون نے وہ کھال اُس گدہے کے جسم پر ڈال دی - اور کھال کا وہ حصہ جس مین شیر کا چہرہ ہوتا ہے وہ گدھے کے مونہہ پر چڑہا دیا - اب میان گدھے صاحب بیفکری سے جنگل مین چرنے لگے جسم کی بوٹیان نچنے سے بچین اور صحرائی درندون کی ہیبت سے بھی بے فکر ہو گئے - کیونکہ جس طرف آپ رخ کرتے تھے - اُسی طرف دور ہی سے جانورانِ صحرائی یہ سمجھکر کہ شیر آیا ہے کوسون تک بھاگ جاتے تھے - اب کیا تھا بیفکری کا چرنا - جنگل کی بادشاہی - میان گدہے صاحب کے زخم بھی اچھے ہو گئے - جسم بھی تندرست ہوگیا - گدہی کی خرمستی تو مشہور ہے اب جوبن مین آکر آپ کو مستی نے زور کیا - اور لگے چارون طرف جنگل مین نعرہائے **ہیچون** لگانے - آپ کی آواز کی تعریف تو قرآن مجید مین بھی موجود ہے - کہ **ان انکر الاصوات لصوت الحمیر** - اُس انکر الاصوات نے تمام جنگل کے درندون مین چرچا پیدا کر دیا - کہ کوئی مسخرہ گدھا ہے

جو شیر کی کھال کو زیب بدن کر کے آجتک ہم کو مغالطہ دیتا رہا - آخر کار سب نے جمع ہو کر
میان خر صاحب کا نقابِ اسدی اُتار کر آپ کے عجیب الخلقت چہرہ کی زیارت
کی اور اُن اپنے ٹھکانے پر پہونچایا -

واقعی یہی حالت اِس برگشتہ بخت خانپوری کی ہے کہ اِس بیچارے کو مولویت سے
تو کوئی مَس ہی نہ تھا - عالم بیکاری مین شربت فروشی کا ڈھونگ بناکر کچھ ٹکے سیدھے کر لیا کرتا تھا
اپنے وطن سے تو پہلے ہی نکل چکے تھے - اِس عالم تباہی مین شہر بشہر در بدر ہوتے رہے
اور جہان تعلق پیدا کیا - وہین سے ناموری اور شہرت حاصل کرکے بڑی بڑی مجلسون سے
نکالے گئے - آخر بحالتِ تباہی ومایوسی مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی کے پاس بمقام
امرتسر حاضر ہوئے - اور اُن کی منت سماجت کرکے اُن سے ایک سفارش نامہ حضرت
قبلۂ عالم گولڑوی دامت برکاتہم کے نام حاصل کیا جس کی نقل رسالہ الفتوحات الصمدیہ
میں درج ہو چکی ہے اس خط کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ مولوی عبد الجبار صاحب نے حضرت
قبلۂ عالم کو "مجمع خیرات وبرکات اور منبع حسنات وفیوضات" اور اِس قسم کے کمال
وجہ کے تعظیمی القاب وآداب لکھکر کمال منت وسماجت سے حضرت قبلۂ عالم کے
خاطرِ انور مظاہر" کے سامنے (بعد تذکرہ اس امر کے کہ حضرت قبلۂ عالم کی تصنیفات کے
ملاحظہ سے مولوی عبد الجبار صاحب کو "حظ وافر وخیر ظاہر" حاصل ہوا) یہ معروض پیش کیا
کہ میان خانپوری کو "ملازمانِ قدس آشیان" کے زمرہ مین داخل کر لیا جائے - حضرت
قبلۂ عالم نے مولوی عبد الجبار صاحب کی سفارش کو منظور فرماکر خانپوری کو اپنے ملازمتِ قدس
آشیان کی شیر کی کھال عطا فرمائی - اور اُس شیر کی کھال کو اِس گدھے نے پہن کر علمی صحرا
کے جنگل مین اپنی جان بچائی - حضرت قبلۂ عالم کی حاشیہ نشینی کے فخر کی وجہ سے خانپوری
میان بھی مولوی کہلانے لگے - اور پچھلے کلنک کے ٹیکے دھوئے گئے - جب گذشتہ
زخم اچھے ہوگئے تو آپ کو طبعی خرمستی نے زور کیا - اور آخر کار اپنی انکر الاصوات سے
مخلوقِ خدا کے دماغون کو پریشان کرنے لگے - پہلے لوگون نے حیرت کی نگاہ سے دیکھا پھر
شبہ اور شک کی نگاہ سے - آخر کار اِس دفعہ اُس نے ایسی شدت کے ساتھ ہیچون ہیچون
کے نعرے بلند کئے - اور اتنا اُچھلا کودا کہ وہ شیر کی کھال بھی خود بخود ہی اُتار کر نیچے پھینک
دی - اور نیچے سے آپ کی شکل حماری جلوہ گر ہوگئی - یعنی اِس جدید رسالہ مین بجائے

حضرت قبلۂ عالم کے بارہ علمی سوالات کا جواب دینے کے حضرت قبلۂ عالم کی شانِ والا مین وہ گستاخیان درج کین جو جہلا مین صرف سسرال والے دیا کرتے ہین - اِس طرح ڈومون - میراسیون کی سی گالیان دے کر آپنے اپنی اصالت کا ایسے اعلان کے ساتھ اظہار فرمایا کہ ہر خاص وعام کو مجبوراً یہی کہنا پڑا کہ الحمار - حمار - الحمار حمار

خاتمہ

خلاصہ اِس تمام تحریر کا یہ ہے کہ خانپوری مُلّا دوپیازہ پانچ دفعہ گولڑہ شریف کے ایک ابتدائی طالب علم کے مقابلہ سے نوک دُم بھاگا - اور پانچ دفعہ اُس نے اپنی قلعی مختلف رنگون مین کھول کر اپنی تشہیر کی اور اب چھٹی دفعہ ایسی پوری قلعی کھلی کہ اپنے اصل رنگ مین جلوہ گر ہوگیا - اور اپنی کارروائیون سے اپنی اور اپنی جماعت کی ایسی روسیاہی کی کہ تاقیامت وہ روسیاہی بظاہر دُھولی نظر نہین آتی - مہرِ عالمتاب کی طرف تھوکا ہوا اپنے موہنہ آتا ہے - اور ماہ منیر کو دیکھ کر کُتّے بھونکا ہی کرتے ہین - ؎

مہ نور می فشاند وسگ بانگ می زند

حضرت قبلۂ عالم کی شانِ والا اِس بات سے بہت ارفع واعلیٰ ہے - کہ ایسے بازاری لُچون کی گالیان اور افترا اور بہتان اُس کو کوئی نقصان پہونچا سکین - اُن کے انوار وفیوض نہ صرف ملک ہندوستان بلکہ عرب وعجم اور چاردانگِ عالم مین شائع ہورہے ہین - اور انشاءاللہ تعالےٰ اور زیادہ شائع ہون گے - حسادِ بدنہاد اسی طرح جلتے جلتے حسرت کے عالم مین مرجائین گے اور اِس قطب العالم کی برکات کے درخشان شعائین روز بروز اور بھی منور ہوتی جائینگی -

ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء
واللّٰہ ذوالفضل العظیم

بمیر تا برہی اے حسود کاین رنجیست
کہ از مشقتِ آن جز بمرگ نتوان رست

الراقم خانپوری کا پہلا خیرخواہ

بطور ضمیمہ

وھابی کا معنی کیا ہے

مولوی محمد حیدر اللہ خان صاحب درانی المجددی النقشبندی اپنی کتاب درۃ الدرانی مین لکھتے ہین مورخ ملطبرون جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد معربہ رفاعہ بگ ناظر مدرسۃ الالسن مین لکھتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے متعلق تمام عرب مین اور علی الخصوص یمین مین یہہ قصہ مشہور ہی کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو چرواہا تھا اُس نے خواب مین دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اُس کے بدن سے جدا ہو کر زمین مین پھیل گیا ہے اور جو اُس کے سامنے آتا ہے اُسکو جلا دیتا ہے یہ خواب اُس نے معبرین کے سامنے بیان کیا جو ایسے خوابون کی تعبیر جانتے تھے اونہون نے اِس خواب کی یہ تعبیر دی کہ اُس کا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو بڑی طاقت اور دولت پاویگا۔ آخرکار اُس خواب کا تحقق سلیمان کے پوتے محمد بن عبدالوہاب کے وجود سے ہوگیا۔ جو ۱۱۱۱ھ مین متولد ہوا اور بعد از ہزار خرابی ۱۲۰۷ھ مین فوت ہوگیا۔ یعنی اُس نے چھیانوے ۹۶ سال کی عمر پائی لور ابتدا اُس نے شیخ محمد سلیمان کُردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا لیکن یہ ہر دو بزرگ اپنی نور فراست سے کہا کرتے تھے کہ یہ (محمد بن عبدالوہاب) ملحد ہوگا اور بظاہر اس کا شغل بھی اسی قسم کا تھا کہ اکثر مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کیا کرتا جنھون نے اُس کے قبل نبوت کا دعوی کیا۔ اور خدا کی قدرت ہی کہ اُس کو پورے طور سے کسی علم و فن مین دستگاہی نہوئی اور اسی واسطے علماء وقت کی رد و قدح نے اُسکو جواب دہی کی قدرت نہ دی جبکہ ۱۱۴۳ھ مین اُس نے علماء مدینہ طیبہ سے مقابلہ کرنا چاہا ملطبرون لکھتا ہے کہ یہ شخص بوجہ اپنے دادا کے خواب کے لوگون کی نظرون مین محترم رہا اور اپنے عقائد کے ظاہر کرنے سے اول اُس نے اپنے کو قریش اور نبی صلی اللہ علیہ کی نسل سے ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ اُس کا نام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی مثل محمد ہے۔ گویا آنحضرت کے ہمنام ہونیکا شرف رکھتا ہی پھر اُس نے چند اصولی عقائد مرتب کئے کہ فقط قرانِ کریم کی اتباع واجب ہی نہ اُن فروعات کی جو اُس سے مستنبط ہین اور محمد اگرچہ اللہ کا رسول اور دوست ہی لیکن اونکی مدح اور تعظیم کرنا لائق نہین۔ کیونکہ مدح و تعظیم

صرف خدای قدیم کے لیئے شایان ہی - لہذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم من قبیل شرک ہی - اور چونکہ لوگون کا ایسا شرک کرنا اللہ تعالے کو پسند نہ آیا لہذا اُس نے مجھے اپنی طرف سے بھیجا ہے تاکہ مین اُن کو سیدھی رستے کی طرف راہ نمائی کرون - پس جو کوئی مجھے قبول کرلےگا وہ دوستون مین سے ہے اور جو کوئی میرا حکم نہ مانیگا وہ عذاب کا مستحق ہے - اور اُس کا قتل بلاشبہ واجب ہی -

پھر مؤرخ مطبرون لکھتا ہے کہ یہ عقیدہ محمد بن عبدالوہاب نے پہلے پہل پوشیدہ ظاہر کیا - اور چند لوگ اُس کے مُقلد ہوگئے - اور پھر ملک شام کی طرف چلا گیا لیکن وہان اوسکی کچھ نہ بن آئی - اور آخرکار تین برس کے بعد بلادِ عرب کی طرف واپس آیا اور مدینہ منورہ مین ۱۱۴۳ھ مین گیا لیکن وہان کے علما نے اُس وقت اُس کی خوب خبر لی - بالآخر ۱۱۵۰ھ مین نجد کے اطراف بدوی لوگون مین اسکا فسون اثر کر گیا اور اسی اثنا مین ایک شخص ابن مسعود مسمّی بہ اسم محمد جو قبیلہ نجد کا ایک مشہور پیرزادہ تھا اور جس کے عرب کے کئی قبائل اُس کے خاندانی مرید اور مطیع تھے اُس نے اپنی ایک مخفی آرزو کے لالچ سے کہ اوسکی حکومت عاملانہ بصورت ریاست کسی طرح سے بڑھے اور اُس نے اُس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان کا جادو چل جائیگا اور اُس کے مذہب کی تائید سے اسکا دلی ارادہ پورا ہو نکلیگا - اُس نے محمد بن عبدالوہاب کا مذہب قبول کرلیا اور اُس کے ساری مُرید آبائی بھی اُس کے ساتھ ہو لیئے اور اُس نے مذہب وہابیہ کو اس قدر تقویت دی کہ اطراف واکناف کے اعراب اور بدوی سب کے سب اُس کے مطیع ہوگئے حتی کہ ایک ریاست کی صورت نُمایان ہوگئی - اور محمد ابن عبدالوہاب اُن کا امام قرار پایا اور ابن مسعود اُس کے لشکر کا سپہ سالار مُقرر ہوا اور مدینہ درعیہ اونہون نے اپنا دارالسلطنت معین کیا اور رفتہ رفتہ ایک لاکھ بیس ہزار کی فوج باقاعدہ مرتب کرکے اپنے ملک و دولت کی توسیع مین ساعی ہوا مگر حیات نے وفا نہ کی اور وہ اپنے ارادون مین کامیاب کامل نہوا حتیٰ کہ ابن مسعود کا بیٹا عبدالعزیز اُس کا جانشین ہوا جو کہ شجاعت اور ہمت مین اپنے باپ سے بڑھکر نکلا - اور محمد ابن عبدالوہاب کے اعتقاد اور قواعد کے مُطابق دعوتِ دین وہابیہ بزورِ شمشیر شروع کردی - پس جبکہ عرب کے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا چاہتا تو اوّلاً کسی ایک کو اُس کی تفہیم کے لیئے بھیجتا تاکہ وہ اُس کے اعتقاد کے مُطابق تفسیر وتاویل قرآن کو مانے - پس اگر وہ اُس کا اعتقاد قبول کرلیتا تو اسکو امن دیدیتا ورنہ اُسکی بیخ وبنیاد اکھیڑکر اُسکے تمام اموال و مواشی غارت کرلیتا - لیکن بچون اور عورتون کا تعرض نہین کرتا تھا اور مطیع قبیلون سے ہر قسم کے اموال اور نقود مین سے عشر لیتا - چنانچہ رفتہ رفتہ وہابیہ کی طاقت بحر احمر اور بحر فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اطراف واکناف تک پھیل گئی حتی کہ عبدالعزیز ابن مسعود کے مُرید جا

بتاریخ ۸ محرم ۱۲۱۸ھ مسعود ابن عبدالعزیز ایک لشکر کثیر کے ساتھ کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص
خانہ کعبہ مین خونریزی کی جس کی شان بقول قرآن ہے کہ من دخلہ کان امنا - لیکن اس نے
امن کو غیر امن بنا دیا اور حدود حرم جس مین جنگلی بھیڑیا بھی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب
بمجرد داخل ہونے کے چھوڑ دیتا ہے - اس وہابی بھیڑیے کے پنجہ سے حرم حل ہو گیا اور چار دن
مصلے جلا دیئے گئے اور قبے گرا دیئے گئے اور اُن مین بول و براز کرکے تحقیر کی گئی اور اسی محرّم کے
پہلے ہفتہ مین اُس نے ایک رسالہ ابن عبدالوہاب کا اہل مکہ کیطرف بطور حجت و دعوت بھیجا جسکی
اصل عبارت کا ایک جملہ نقل کیا جاتا ہے تاکہ اُس کے دیکھنے سے مشتے نمونہ خروار عبرت کا باعث ہو
چنانچہ لکھا کہ فمن اعتقد انہ اذا ذکر اسم نبي فیطلع ھو علیہ صار مشرکا وھذا الا
عتقاد شرك سواء کان مع نبي او ولي او ملك او جني او صنم او وثن وسواء
کان یعتقد حصولہ بذاتہ او باعلام اللہ تعالیٰ بای طریق کان یصیر مشرکا - ومن
اعتقد النبي وغیرہ ولیہ وشفیعہ فھو وابو جھل فی الشرك سواء اما السابقون فاللات
والسواع والعزیٰ واما اللاحقون فمحمد وعلی وعبد القادر ومن لم یقل فی حاجتہ
یا اللہ وقال یا محمد وان اعتقد عبدا غیر متصرف فی الکل صار مشرکا وکفاك
قدوۃ فی ذلك شیخنا تقی الدین ابن تیمیہ وقد ثبت ان السفر الی قبر محمد و
مشاھدہ ومساجد واثارہ وقبر ای نبی او ولی وسائر الاوثان شرك اکبر -
یعنی جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اُسپر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے -
پھر خواہ یہ اعتقاد کسی نبی کے ساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن بھوت یا صنم یا بت کے ساتھ ہو پھر خواہ
یہ اعتقاد کرے کہ اس کا علم اس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ تعالےٰ کے اعلام سے -
الغرض جس طریق سے یہ اعتقاد ہو اُس سے مشرک ہو جاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی
اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابو جہل دونون شرک مین برابر ہین پہلے بُت لات اور سواع
اور عزیٰ تھے لیکن پچھلے بُت محمدؐ اور علیؓ اور عبد القادرؒ ہین جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ
نہین کہتا اور یا محمد کہتا ہے اور اگرچہ اُس کو ایک بندۂ عاجز سب باتون مین اعتقاد کرتا ہو تو بھی مشرک
ہو جاتا ہے اور تجھے اِس باب مین ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے - اور یہ ثابت ہو چکا ہے
کہ محمدؐ کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا دوسرے فرشتون
کی طرف سفر کرکے جانا شرک اکبر ہے -

پس مکہ کو غارت کرکے اُس نے سنہ ۱۲۱۸ھ مین مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کو توڑ کر خزائن بشیمار لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹون پر لاد کر لے گیا چنانچہ عبد اللہ بن مسعود بن عبد العزیز نے جبکہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کرکے لایا گیا تو اُس کے پاس سے ایک صندوق ملا جس مین سے تین سو لولوئے آبدار کلان اور کئی دانے زمرد کلان کے نکلے اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بہی حجرہ نبویہ مین سے اُس کے والد مسعود نے نکالا تھا پس مسعود نے فقط اسی غارت پر اکتفا نہ کی بلکہ قُبہ مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر الصدیق اور علی ابن ابیطالب اور خدیجہ الکبرےٰ رضی اللہ عنہم کے قُبّے بہی گرادیئے اس خیال سے کہ یہ بھی اصنام ہین اور روضہ رسول کریم ؐ کے گنبد پر چڑھ کر جب گرانے لگا تو عجب قدرت حق ظاہر ہوئی کہ سارے وھابی سرنگون گر کر مرے اور اُسی اثنا مین آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جس نے بُتون کو جلایا اور اسی طرح ایک اژدہا حضرت موسٰی کے اژدہا کی طرح نکلا جس نے قوم فرعون کی طرح افواج وہابیہ کا تعاقب کیا اور اثنے مین بحکم سلطان معظم محمد علی پاشا خدیو مصر مقرر ہوا اور اُس کا بیٹا طوسون جس کے ساتھ سید احمد طحطاوی محشی درمختار بھی مصر مین آئے تھے بحکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کے دروازہ پر وہابیہ کی بیخکنی کے لئے آپہونچا اُس وقت عثمان مضائفی سپہ سالار وہابیہ نے مدینہ کے دروازے بند کر لئے۔ لیکن طوسون نے زمین کے نیچے سے سُرنگ لگائی اور اتفاق سے ایک حصہ دیوار کا گر گیا اور طوسون نے اندر گھُسکر نجدیون پر قیامت برپا کردی اور مقید وہابیون کے کان کتر دیئے گئے اور مدینہ منورہ سنہ ۱۲۲۷ھ مین وہابیون کے وجود سے پاک ہو گیا۔ اور سنہ ۱۲۲۸ھ مین عثمان مضائفی بہی گرفتار ہو کر قسطنطنیہ مین قتل کیا گیا۔ لیکن سنہ ۱۲۲۹ھ مین مسعود کے فوت ہونے کے ساتھ ہی اُس کا بیٹا عبد اللہ بن مسعود اُس کا جانشین ہوا اور آخر کار وہ بہی حروب کثیرہ کے بعد محمد علی پاشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند ابراہیم پاشا کے ہاتھون ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۳ھ مین مدینہ درعیہ پایۂ تخت وہابیان فتح ہو کر گرفتار ہو گیا اور بتاریخ ۲۹ محرم سنہ ۱۲۳۴ھ قسطنطنیہ مین باب ہمایون پر قتل کیا گیا اور وہابیون کی قوت اور دولت کا خاتمہ ہوا اور اس فرقہ کے لوگون کو پوری پوری سزائین بطور تعزیر دی گئین یعنی مقید کئے گئے اور کان کتر دیئے گئے۔ اور امن وامان قائم ہوا اور پھر از سر نو مکہ اور مدینہ مین چارون مذہبون کے مُصلّے قائم ہوئے۔ اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہو گیا۔ وہابی نامہ مین ہے کہ عرب مین اس فرقہ کی اتنی طول میعاد ہونیکا باعث یہی ہے کہ ابتدا غفلت رہی اور مکہ اور مصر کے پاشا جلد جلد فوت ہوتے رہے اور اُن کے تغیّر وتبدل سے

انتظام ٹھیک نہوا اور یہ فرقہ زور پکڑتا گیا۔

مگر خدا تعالےٰ کی عجیب قدرت ہی کہ اس فرقہ کا داعیہ ہندو پنجاب مین منتقل ہوگیا۔ گویا خدا کے غضب نے اس ملک مین ظہور کیا چنانچہ پنجاب مین اس مذہب کی اشاعت مولوی عبداللہ غزنوی کے وجود سے ہوئی جو اسی مذہب کی بدولت غزنی سے بہت رُسوائی کے ساتھ نکالا گیا اور اوّلاً بصورت درویشان حضرت کوٹھہ والے ایک بزرگ نقشبندی کی صحبت مین رہا مگر آخر کار وہان سے بھی اُس کو نکلنا پڑا اور حضرت اخوند صاحب کے فتوون اور مُریدون سے ڈر کر امرتسر مین جاگزین ہوا اور وہابیت کا بیج بو دیا۔ غالباً اسی واقعہ کی اشارہ ہی جو قادیانی صاحب نے ازالۃ الاوہام کے صفہ ۷۱۳ مین اپنی الہامی تفسیر کے اثبات مین نقل کیا کہ عبداللہ غزنوی کو ایکدفعہ الہام ہوا کہ ربّ ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق اور اس سے مراد اس کے معنے نہ تھے بلکہ یہ مُراد تھی کہ مولوی صاحب کوہستان ریاست کابل سے پنجاب کے ملک مین بزیر سلطنت برطانیہ آئینگے اور یہی مولوی غزنوی ہین جن کا ایک کشفی قول قادیانی صاحب نے اپنے دعوے کی صداقت کے لیئے ازالۃ الاوہام کی جلد ثانی مین نقل کیا ہے پس پنجاب مین اس وقت تک جس قدر وہابی مولوی ہین وہ سب اُسی غزنوی مولوی کے متبع اور مُقلد ہین اور ہم اُنکے فروعی اعتقادات اس موقع پر نقل کرنے کی ضرورت نہین کیونکہ وہ اس قدر مشہور و معروف ہین کہ عورت اور بچے بھی اُس سے ناواقف نہین اور خدا ہم کو اور ہمارے دوستون کو اُن کے شر سے بچادے اور صلح اور خیر کے حنفی راستے پر قایم رکھے ۔ آمین یارب العٰلمین۔